سوال

(114) ثقہ کی زیادت مقبول ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں : ''لہٰذا جب سلیمانؒ کے بر عکس شعبہؒ، ہشامؒ، معمرؒ وغیرہ جو اس سے زیادہ ثقہ اور ثبت ہیں ۔ اس زیادت کو ذکر نہیں کرتے تو یہ روایت شاذ ہوئی جب کہ شاذ کی تعریف یہی ہے کہ جس میں ثقہ اوثق کی مخالفت کرے ...... '' (توضیح الکلام، طبع جدید ص ٦٦٧)

پچھنا یہ ہے کہ کیا ایک راوی کا زیادت کا ذکر کرنا ذکر نہ کرنے والوں کی مخالفت ہے ؟ جیسا کہ اس کلام سے بظاہر لگ رہا ہے ۔

براہِ مہربانی شاذ کی تعریف میں، مخالفت کا صحیح مفہوم کیا ہے ؟ وضاحت کریں ۔ ثقہ کی زیادتی کب مقبول ہوتی ہے اور کب شاذ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مولانا اثری صاحب کی یہ بات صحیح نہیں ہے ۔ کسی زیادت ک ذکر نہ کرنا مخالفت نہیں ہوتی اور نہ اسے شاذ کہنا صحیح ہے ۔ اس میں راجح یہی ہے کہ اگر ایک ثقہ راوی کئی ثقہ راویوں (یا اوثق) کی مخالفت کرے تو وہ روایت شاذ ہوتی ہے ۔

دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (١/١٨٢ بتعلیق الالبانی)

مثلاً ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں شہادت کی انگلی ہلاتے تھے اور دوسری میں ہے کہ نہیں ہلاتے تھے ۔ دوسری روایت کی سند محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اور پہلی صحیح حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ یا منکر بھی ہے ۔

اگر ثقہ کی سند اور متن میں زیادت کو شاذ قرار دیا جائے تو بہت سی صحیح احادیث کا انکار لازم آتا ہے جو کہ غلط ہے ۔

تنبیہ بلیغ :

صحیح مسلم میں سلیمان التیمی رحمہ اللہ کی بیان کردہ حدیث : «واذا قرا فانصتوا» اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ، صحیح محفوظ ہے، بعض ائمہ کا اسے ضعیف و معلول قرار

دینا صحیح نہیں اور نہ صحیح مسلم کی احادیث کو ضعیف اور شاذ کہنا جائز ہے۔ یاد رہے کہ بعض الناس کا اس سے فاتحہ خلف الامام کے خلاف استدلال دو وجہ سے غلط ہے :

(۱) ی حدیث حنفی اصول کی رو سے منسوخ ہے کیونکہ اس کے راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فاتحہ خلف الامام کا فتوی دیا ہے۔

(۲) یہ حدیث ماعدا الفاتحہ (فاتحہ کے علاوہ مطلق قراءت) پر محمول ہے کیونکہ فاتحہ خلف الامام کی تخصیص دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اصول میں یہ مسئلہ مقرر ہے کہ خاص عام پر مقدم ہو کر اس کی تخصیص کردیتا ہے۔ (۱۵/اگست ۲۰۰۷ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج2ص296

محدث فتویٰ